خطبہ جمعہ

بعنوان

عصر حاضر میں رواداری اور مداھنت کا مفہوم اور دائرہ کار

سلسلة منبر الحكمة

396

بتاریخ: 19 جنوری 2024ء

بمطابق: ۷ رجب ، ١٤٤٥ ھج

به اهتمام

الحكمة انٹرنیشنل

E785 بلاک، جوہر ٹاؤن، نزد اللہ ہو چوک، لاہور، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اهم نكات

① ......سیرت طیبہ سے مذہبی رواداری کا ثبوت

② ......سیرت سے مذہبی رواداری کی چند مثالیں

③ ......مداہنت کا مفہوم مداہنت کے اسباب

④ ......مداہنت سے کیسے بچا جائے؟

⑤ ......شریعت میں مصلحت اور ہماری مصلحت پسندی کا مفہوم

إنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، فَمَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَمَّا بَعْدُ!

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﷺ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ﴾ [الأنفال:24]

﴿وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ﴾ [القلم:9]

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ [المائدة:3]

تمہید

اسلام کی ابتدائی دعوت میں نبی رحمت ﷺ حکم الٰہی کے ساتھ جہاں قل هو الله أحد کی دعوت دیتے ہیں، وہی اہل مکہ اور پوری دنیا کے معبودان باطلہ کے خلاف قل یا ایها الکافرون کا اعلان بھی کرتے ہیں۔ سیرت کے اس پہلو کا مفہوم یہ ہے کہ دعوت الی اللہ کے میدان میں کسی طرح کی مداہنت، مصلحت پسندی یا دنیوی مفاد کو ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔ جب کہ رواداری کا تعلق معاشرتی معاملات میں حسن اخلاق کے ساتھ ہے، جو سیرت نبوی کا ایک حسین باب ہے، جس کا اظہار ہر ہر سنت نبوی سے ہوتا ہے۔

شدت پسندی اور مداہنت یہ دونوں انتہائیں ہیں جو ہمارے معاشرے میں پائی جاتی ہے اور ہمارا نوجوان اس کا شکار ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ شدت کی جگہ پر اعتدال کا رویہ عام کیا جائے اور مداہنت کے مقابلے میں رواداری اور حسن اخلاق کو فروغ دیا جائے، تاکہ مختلف مسالک اور اصحاب علم وفن کے درمیان معاشرتی ربط وتعلق برقرار رہے اور اسلامی

معاشرہ امن وسلامتی کا گہوارہ بن سکے۔

حسن اختلاف کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ عقائد ونظریات کے اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کی عزت کی جائے، اچھے الفاظ سے مخاطب کیا جائے، غمی وخوشی میں ایک دوسرے کے کام آیا جائے، دکھ ودرد میں شریک ہوا جائے، چغلی وغیبت سے بچا جائے، ہر ایک بھلا چاہا جائے، نفرت کے بجائے محبت کو فروغ دیا جائے۔

سیرت طیبہ کے مطالعہ سے ہمیں یہ بھی سبق حاصل ہوتا ہے کہ رواداری کا تعلق سماجی معاملات سے ہے، نظریات اور عقائد سے نہیں۔ رسول رحمت ﷺ نے تمام مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ معاشرتی معاملات میں حسن سلوک اختیار کریں، لیکن اچھے اخلاق کا یہ مطلب نہیں کہ گمراہ افکار ونظریات پر تنقید کرنے میں کسی قسم کی لچک دکھائی جائے یا حق گوئی وبے باکی سے گریز کیا جائے یا منکر کے خاتمہ کے لیے خاموشی اختیار کی جائے بلکہ ایسا رویہ مداہنت یا مصلحت پسندی ہوگا، جو دین میں ممنوع ہے۔

سیرت طیبہ سے مذہبی رواداری کا ثبوت

امام الانبیاء سید الاولین والآخرین ﷺ کو اپنی حیات طیبہ میں بے دین اور مشرک کے علاوہ دیگر مذاہب کے ماننے والوں صابیوں، مجوسیوں، عیسائیوں اور یہودیوں سبھی سے واسطہ پڑا۔ ہم جانتے ہیں کہ ان سب سے ہر معاملہ میں آپ ﷺ نے شاندار حسن سلوک فرمایا۔ اس طرح تاریخ انسانی میں مذہبی رواداری کی عظیم مثالیں رقم فرمائی۔ لیکن آج مسلمانوں کی اکثریت اسوہ کامل ﷺ سے لاعلمی کے سبب یا بے رخی سے، عقیدہ کا اختلاف رکھنے کے خلاف تعصب اور عدم رواداری اور نا انصافی کا رویہ اپنائے ہوئے ہے۔ افسوس! طرفہ تماشا یہ ہے کہ اسوہ رسول ﷺ کے برخلاف یہ سرگرمیاں محبت رسول کے نام پر اور لبیک یا رسول اللہ کے نعروں کے ساتھ پروان چڑھائی جاتی ہیں۔

......دعوت کے میدان میں رواداری کا مفہوم:

دعوت کے میدان میں ایک داعی کے لیے یہ بھی لازم ہے کہ وہ حق گوئی کے ساتھ ساتھ اپنے مخاطب کے لیے درد دل سے اور اخلاص کے ساتھ دعا بھی کرے کہ بلاشبہ ہدایت دینے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی رحمت ﷺ سے کہا گیا کہ آپ اہل مکہ کے لیے بد دعا کیوں نہیں کرتے آپ نے اس کے جواب میں فرمایا: ''میں رحمت بنا کے بھیجا گیا ہوں۔''

مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ سیرت نبوی کی انہی خوبیوں کو اجاگر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مظلومی میں صبر، مقابلے میں عزم، معاملے میں راست بازی، طاقت واختیار میں عفو ودرگزر اور رواداری کا مظاہرہ کرنا، تاریخ انسانی کے وہ نوادر ہیں جو کبھی کسی انسان کی زندگی میں جمع نہیں ہوئے۔

سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے کہ حاکم یمامہ سیدنا ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کی گندم اور اناج بند کر دیا۔ جس کے لیے ابوسفیان مکہ سے مدینہ سفارش کرنے آئے کہ ہم نے آپ کو ہمیشہ رحم دل اور دوسروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا پایا ہے۔ سیرت کو دیکھئے! آپ ﷺ نے رواداری اور کمال حسن سلوک کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے جانی ومالی اور ایمانی دشمنوں کے لیے اناج کی ترسیل کا حکم نامہ جاری فرما دیا۔

ایسی ہی موقع کے لیے رسول اللہ ﷺ کا فرمان یاد آجاتا ہے:

((أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّمَا أَنَا رَحْمَةٌ مُهْدَاةٌ))

''اے لوگو! بلاشبہ میں سراپا رحمت اور کائنات کے لیے تحفہ ہوں۔''

[صحيح] سنن الدارمی: 166/1، ح:15 ۔ الصحيحة للالبانی: 490

سیرت سے مذہبی رواداری کی چند مثالیں

دوست ودشمن ہر ایک کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے جو حسن سلوک کا برتاؤ کیا، وہ رواداری میں انمول ضرب المثل کی حیثیت کا حامل ہے، مذہب وملت اور زبان ونسل سے بالاتر آپ ﷺ نے ہمیشہ انسانی کرامت وشرافت کو پیش نظر رکھا، مدنی اور معاشرتی زندگی میں ہر دم اخوت وبھائی چارگی، رواداری اور حسنِ سلوک کا حکم دیا۔

اس تناظر میں مذہبی رواداری کے حوالے سے اسوہ نبوی ﷺ کو دہرانا افادہ عام کے لیے ضروری ہوگا۔ جس اسوہ کامل نے ہر قسم کی تنگ نظری، تعصب اور انتہا پسندی کو مٹا کر دنیا میں بلا امتیاز رواداری کو فروغ دیا ہے۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ ایسے واقعات بھری پڑی ہے، درج ذیل چند ایک کا حوالہ دیا ہے:

......کافر کی مہمان نوازی:

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک غیر مسلم رسول اللہ ﷺ کے ہاں مہمان ہوا۔ آپ نے اسے بکری کا دودھ پیش کیا، لیکن وہ سیر نہ ہوا۔ پھر دوسری بکری کا دودھ پیش کیا، پھر بھی اس کی تسلی نہیں ہوئی۔ اس پر تیسری، چوتھی یہاں تک کہ وہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ آپ ﷺ اس کی اس حرص پر مسکرائے لیکن مہمان سے ہاتھ نہیں کھینچا، پھر فرمایا:

((الْمُؤْمِنُ يَشْرَبُ فِي مِعًى وَاحِدٍ، وَالْكَافِرُ يَشْرَبُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ))

''مسلمان ایک آنت میں پیتا ہے، جبکہ کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔''

صحيح مسلم: 2063

......غیر مسلموں کی دعوت قبول کرنا:

رسول اللہ ﷺ غیر مسلموں کی دعوت بھی قبول کر لیتے اور ان کے ساتھ اور ان کے برتنوں میں کھانے پینے میں کوئی عار نہ جانتے، الا کہ ان کے برتن شراب یا حرام اشیاء کے لیے استعمال ہوں، تو انھیں استعمال نہ کرنے کا حکم ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تحفہ قبول فرما لیتے لیکن صدقہ کو قبول نہیں فرماتے تھے۔

خیبر میں ایک یہودی عورت کی آپ ﷺ کی دعوت کی، آپ نے اسے قبول کیا، آپ کی خدمت میں بکری کے بھنے ہوئے گوشت کا تحفہ پیش کیا، آپ نے اسے قبول فرما لیا۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ اس میں زہر ملا ہوا تھا۔

[صحیح] سنن ابو داود: 4512

......عیادت کرنے میں رواداری کا مظاہرہ:

رسول اللہ ﷺ بیماروں کی عیادت کرنے میں مسلم و غیر مسلم میں کوئی فرق نہ کرتے تھے۔ دوست و دشمن، مومن و کافر کسی کی تخصیص نہ تھی۔

صحیح بخاری میں غیر مسلموں کی عیادت کا ایک واقعہ لکھا ہے:

ایک دفعہ مدینہ میں ایک یہودی نوجوان بیمار ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کا علم ہوا تو عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ اس کی حالت کو نازک پا کر اسے تبلیغ فرمائی اور وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا، آپ ﷺ نے فرمایا:

((الحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ))

''خدا کا شکر ہے کہ جس نے اس کو آگ کے عذاب سے نجات عطا کر دی ہے۔''

صحیح البخاری: 1356

......یہودی کے جنازے کی تعظیم میں کھڑے ہونا:

رسول اللہ ﷺ جنازوں کے احترام میں مسلم اور غیر مسلم کا کوئی فرق نہ کرتے۔ چنانچہ بخاری میں درج ہے:

شام کی فتح کے بعد دو صحابہ ایک جنازہ کو دیکھ کر تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ ایک نئے مسلمان نے تعجب کیا اور کہا یہ تو ایک عیسائی کا جنازہ تھا۔ انہوں نے جواب دیا: ہاں ہم جانتے ہیں مگر رسول اللہ ﷺ کا یہی طریقہ تھا۔

ایک بار ایک جنازہ کے احترام میں آپ کھڑے ہو گئے تو کسی نے کہا کہ یہ تو یہودی کا جنازہ تھا تو فرمایا:

((أَلَيْسَتْ نَفْسًا)) ''کیا یہودی انسان نہیں ہوتے؟''

صحیح البخاری: 1312

......مکی و مدنی زندگی میں رواداری کے عمدہ نمونے:

اگرچہ اہل مکہ رسالت محمد کے منکر رہے، لیکن رسول اکرم ﷺ کی صداقت وامانت کے زبان حال وقال سے معترف تھے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی دعوت یا منہج وموقف میں کوئی نرمی اختیار کر لی تھی بلکہ آپ

کے اخلاق اور مخلوق خدا کے ساتھ حسن سلوک اور بہترین روا داری کے مظاہرہ کی وجہ سے دشمنوں کی نظرِ انتخاب بھی صرف آپ ہی تھے کہ آپ کے علاوہ یہ جامع کمالات کسی اور میں نظر نہیں آتے۔

نبی کریم ﷺ اخلاقِ حسنہ کی معراج پر فائز تھے، برداشت ورواداری، حلم وبردباری اور اغیار کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا آپ کا نمایاں وصف تھا۔

مدینہ منورہ ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے قبائلی معاہدہ کیا، جو میثاقِ مدینہ سے تعبیر ہے۔ بلا شبہ یہ تاریخ انسانی کا پہلا تحریری دستور اور قرارداد تھا۔ اس معاہدے میں آپس کی جنگ بندی اور حرمت انسانی کی پاسداری کی دفعات پر دونوں فریق نے دستخط کیے۔ جن سے ہر فرد اور ہر جماعت کو اپنے اپنے طور طریقے اور مسلک ومشرب کے مطابق زندگی گذارنے کی مکمل آزادی کا حق حاصل ہوا، انسانی کرامت وشرافت کا بول بالا ہوا، اموال کو تحفظ ملا اور شہر امن وسکون کا گہوارہ بن گیا۔

مداھنت کا مفہوم

مداھنت کی تعریف میں اہل علم نے لکھا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ کسی دنیاوی غرض یا مفادات کی خاطر اس بات سے خاموش ہو جانا کہ جس کا بولنا یا کہنا واجب تھا اور اس قول وفعل کو ترک کر دینا جس کا کرنا یہ کہنا واجب تھا۔ جب کہ مدارات یا رواداری کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کی طرف دعوت دیتے ہوئے اپنے آپ سے یا لوگوں سے شر کو دور کرنا۔

...... مداہنت کا مفہوم حافظ ابن حجر کے نزدیک:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے دونوں میں فرق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مدارات یعنی رواداری یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ نرمی برتی جائے، جاہل کو محبت کے ساتھ تعلیم دی جائے، فاسق کو برائی سے روکا جائے اور سوسائٹی میں منکر کی روک تھام احسن طریقے سے کی جائے۔ اس لحاظ سے روا داری کا تعلق مسلمانوں کے اخلاق و آداب کے ساتھ ہے، جب کہ مداہنت بالکل اس کے برعکس ہے۔

بلکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے یہاں تک لکھا ہے:

وَظَنَّ بَعْضُهُمْ أَنَّ الْمُدَارَاةَ هِيَ الْمُدَاهَنَةُ فَغَلَطَ لِأَنَّ المداراة مَنْدُوبٌ إِلَيْهَا وَالْمُدَاهَنَةُ مُحَرَّمَةٌ

''بعض لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ مدارات یعنی رواداری کا مطلب مداہنت ہے، حالاں کہ یہ بالکل غلط ہے، اس لیے کہ رواداری مستحب اور قابل تعریف امر ہے جب کہ مداہنت اختیار کرنا حرام ہے۔''

فتح الباری: 528/10

......اہل زبان کے نزدیک مداہنت کے معانی:

مداہنت کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ جو چیز انسان نے اپنے ضمیر میں چھپا رکھی ہو، اس کے برعکس اس کا اظہار کرے یعنی منافقت کی ایک صورت ہے۔

علامہ ابن منظور نے لسان العرب میں اس کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ قربت اور نزدیکی کا اظہار کرنا جب کہ در پردہ عداوت اور حسد چھپا ہو۔

لسان العرب لابن منظور: 162/13

اسی طرح مداہنت کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ لوگوں کے ساتھ ان کی حسب منشا معاملہ کرنا اور ان کی ایسی تعریف کرنا یا ان کی ناجائز کاموں میں مدد کرنا خواہ لوگ باطل پر ہی کیوں نہ ہو۔

جبکہ رواداری کا مطلب یہ ہے کسی بھی شے کے مقابلے میں اچھی چیز کو حاصل کرنے کا اظہار اور اس کی کوشش کرنا اس شرط کے ساتھ کہ انسان کے دین اور ایمان کو سلامتی حاصل ہو۔جیسا کہ قران مجید میں ہے:

﴿اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ﴾ [فصلت:34]

”(برائی کو) اس (طریقے) کے ساتھ ہٹا جو سب سے اچھا ہے۔“

مُدَاہَنَۃ کے لغوی معنی نرمی کرنا ہے۔یعنی ناجائز اور گناہ والے کام دیکھنے وسننے کرنے کے بعد بھی (اسے روکنے پر قادر ہونے کے باوجود) اسے نہ روکنا اور دینی معاملے کی مدد ونصرت میں کمزوری و کم ہمتی کا مظاہرہ کرنا، مداہنت کہلاتا ہے۔

اسی طرح ایک مفہوم یہ ہے کہ کسی بھی دنیوی مفاد کی خاطر دینی معاملے میں نرمی یا خاموشی اختیار کرنا مداہنت ہے۔

مداھنت کے اسباب

مداہنت کے بے شمار اسباب ہیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔مثلا:

اہل مال کی قربت حاصل کرنے کے لیے یا خود مال کی طلب یا عہدے کی خواہش یا کسی بڑے انسان کی قربت چاہنے کے لیے یا کسی بھی حزبی جماعت کی نصرت وحمایت یا اپنی ذات کی شہرت اور برتری یا خواہشات کے غلبے کے تحت مداہنت کا رویہ اختیار کرنے پر انسان مجبور ہو جاتا ہے، یعنی اس میں مداہنت پیدا ہوتی ہے اللہ تعالی ہم سب کو دین میں مداہنت سے محفوظ فرمائے اور ہمارے دلوں کو ہمارے معاملات کو دین اسلام پر ثابت قدمی اور قائم فرمائے۔

مُدَاہَنَت کا ایک سبب دنیوی غرض ہے کہ بندہ کسی دنیوی غرض کی وجہ سے برائی سے منع نہیں کرتا۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ دنیوی اغراض ومقاصد کو اُخروی اغراض ومقاصد پر ترجیح دینے کے وبال پر غور کرے کہ جو لوگ آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتے ہیں۔

مُـدَاهَـنَـت کا ایک سبب جہالت ہے کہ بندہ جب اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف یعنی نیکی کی دعوت دینا اور نَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَر یعنی برائی سے منع کرنے کی مختلف صورتوں کے بارے میں علم حاصل نہیں کرتا، تو مداہنت یعنی برائی دیکھ کر اُسے منع کرنے کی طاقت ہونے کے باوجود منع نہ کرنے جیسے مرض میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

اسی طرح مداہنت کا ایک سبب قرابت (رشتے داری) ہے کہ بندہ جس شخص میں برائی دیکھ رہا ہے وہ اُس کا قریبی رشتہ دار ہے۔لہٰذا یہ روکنے پر قادر ہونے کے باوجود اُسے منع نہیں کرتا۔

......رواداری اور مداہنت میں فرق:

رواداری میں دوسروں کے لیے جائز نرمی کا رویہ اپنا ہوتا ہے، جب کہ مداہنت سے مقصود غیر شرعی نرمی ہے اور شرعی احکام سے جان چھڑانا ہوتا ہے۔کفار کی ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ وہ اہل ایمان کو ورغلانے کے لیے مداہنت کا شکار کرتے ہیں۔جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ﴾ [القلم:9]

”وہ چاہتے ہیں کاش! تو نرمی کرے تو وہ بھی نرمی کریں۔“

مداہنت سے کیسے بچا جائے؟

مداہنت سے بچنے کے لیے صرف اللہ ورسول اللہ ﷺ کی پکی اور مکمل اطاعت کرنا ہی اس کا علاج اور حل ہے۔ اس سلسلے میں قرآن مجید کی ایک آیت کریمہ اور اس کا تفسیری مفہوم آپ کو پیش کررہے ہیں، جس میں مداہنت کا علاج ہے۔

......کامل اطاعت رسول ﷺ ہی زندگی اور نجات ہے:

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ﴾ [الأنفال:24]

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اور رسول کی دعوت قبول کرو، جب وہ تمھیں اس چیز کے لیے دعوت دیں جو تمھیں زندگی بخشتی ہے۔“

آیت کریمہ کا تفسیری مفہوم:

اس کی تفسیر میں امام قتادہ فرماتے ہیں:

﴿لِـمَـا يُـحْـيِيـكُـمْ......﴾ سے مراد زندگی بخشنے والی چیز قرآن مجید ہے، کیوں کہ اس میں نجات، بچاؤ اور زندگی گزارنے کا لائحہ عمل ہے۔امام سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے مراد اسلام ہے، جس نے لوگوں کو کفر سے نکال کر زندگی

بخشی ہے۔

سیدنا عروہ بن زبیر رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اس سے مراد جہاد ہے، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ذلت سے نکال کر عزت بخشی ہے، کمزوری کے بعد قوت عطا کی اور دشمن کے قہر سے نجات دے کے آزادی جیسے نعمت سے نوازا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ بندے اور اس کے دل درمیان حائل ہے یعنی ایمان اور کفر کے درمیان رکاوٹ ہے۔ بلاشبہ سارے دل اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔

تفسیر ابن کثیر: 35/4

شریعت میں مصلحت اور ہماری مصلحت پسندی کا مفہوم

......شرعی مصلحت کا مفہوم:

مصلحت کا معنی فائدہ، منفعت یا کسی بھی دینی اور دنیاوی فائدے کو حاصل کرنے کا طریقہ یا قاعدہ مصلحت کہلاتا ہے۔ یہ سارے معنی مصلحت کے لفظ میں موجود ہیں۔

جب کہ مصلحت پسندی ایک اصطلاح ہے جو آج کل ہمارے ہاں اردو میں استعمال کی جاتی ہیں، جس کے کئی معانی ہیں۔ بہرکیف ہم شرعی مفہوم کو واضح کر دیتے ہیں کہ دوسرا معنی سمجھنا آسان ہو جائے۔

سب سے پہلے اس بات کو سمجھ لیں کہ اس باب میں اصل مسئلہ مصلحت کا اختیار کرنا یا مصلحت کا تعین کرنا ہوتا ہے۔ اس بات کو ذہن نشین کر لیں کہ شریعت میں وہی مصلحت معتبر ہوتی ہے جس کا اعتبار کتاب وسنت میں موجود ہے، لیکن جس مصلحت کی بنیاد رائے ہو یا اقوال پر ہو تو ایسی مصلحت کا سرے کوئی اعتبار نہیں خواہ اس کے ہزار تاویلیں کی جائیں، کیونکہ اس کی بنیاد کتاب وسنت پر نہیں۔

......ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہونا چاہیے:

یاد رہے! ہمارا یہ منہج وموقف ہے اور ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ تمام انسانیت کے لیے مصلحت اور فائدے کی تمام چیزیں دین اسلام نے واضح دی ہیں۔ پھر کسی نئی مصلحت پسندی میں پڑنا یا اس کا شکار ہونا کسی فتنے سے کم نہیں۔

دین مکمل ہو چکا ہے، جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے پوری امت مسلمہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ [المائدة:3]

”آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو

دین کی حیثیت سے پسند کرلیا۔"

آیت کریمہ کا تفسیری مفہوم:

اس آیت کریمہ کی مخاطب پوری امت ہے۔لہٰذا دنیا کی تمام مصلحتیں کتاب وسنت کے تابع ہیں نہ دین ان کے تابع۔

اس کی ایک مثال سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہمیں ملتی ہے کہ انہوں نے اپنے زمانے میں ایک مجلس برپا کی ہے اور ان کے سامنے یہ سوال رکھا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے زمانے میں طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کرتے تھے اور اس کی ایک مصلحت اور حکمت تھی جو کہ آج ختم ہوگئی ہے تو پھر ہم یہ رمل کیوں کرتے ہیں؟ کیوں کہ اب یہ دوڑ کر تین چکر کس کو دکھانے ہیں اور اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے،لہٰذا میرا تم لوگوں سے سوال ہے کہ رمل کیوں کرتے ہیں؟

لیکن ساتھ ہی حاضرین مجلس کو دوٹوک یہ سنت نبوی سمجھاتے ہوئے اعلان کرتے ہوئے کہا: یادرکھو! یہ رمل قیامت تک باقی رہے گا تم میں سے کوئی میرے بعد یہ نہ سمجھ لے کہ اس کی مصلحت ختم ہوگئی ہے،لہٰذا اس کو ترک کر دینا چاہیے۔

یہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور شریعت کا حصہ ہے،لہٰذا دین کا ہر حکم اپنی مصلحت کے ساتھ قیامت تک باقی رہے گا،اسے کوئی تبدیل نہیں کرسکتا۔

......شرعی احکام کی تبدیلی بھی دین اسلام میں موجود ہے:

یہی سے محدثین نے یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ شریعت کے احکام زمان ومکان اور حالات کے بدلنے سے نہیں بدلتے بلکہ تبدیلی بھی وہ قابل قبول ہے جو کتاب وسنت میں موجود ہے،کسی بندے کی ذاتی رائے یا عقلیات کی بنیاد پر شریعت کے احکامات کو تبدیل نہیں کیا جاسکتا ہے۔

......شرعی احکام کی پانچ مصلحتیں:

شریعت کا ہر حکم انسانوں کی مصلحت اور فائدے پر مشتمل ہے خواہ انسانی عقل اس کو سمجھ سکے یا اس کی عقل میں نہ آسکے۔لیکن یادرہے! شریعت کے تمام احکام کی پانچ مصلحت ہے:

لہٰذا ہر حکم اور ہر مستحب عمل لازمی طور پر ان پانچ میں سے کسی ایک کی حفاظت کررہا ہوتا ہے،سب سے پہلی مصلحت: حفظ جان،حفظ دین،حفظ مال،حفظ عزت وحرمت اور پھر حفظ نسب۔

اس کی مثال لیجئے: عقیدہ توحید کو قبول کرنا اور نماز کی پابندی کرنا، دین کی حفاظت میں سے ہے،اگر انسان کفر و شرک میں پڑا رہے تو یہ دین کی خرابی ہے جو کہ اسلام کی مصلحت کے خلاف ہے۔لہٰذا اسلام یہ چاہتا ہے کہ ہر بندے کا دین محفوظ ہو۔

اسی طرح اس بات کو دیکھیں ایک بندہ نماز پڑھتا ہے، لیکن وہ مسنون طریقہ پر نہیں، بلکہ مصنوعی طریقے سے پڑھتا ہے تو اس کی نماز قابل قبول نہیں، کیوں کہ جس نے اتباع سنت کو ترک کیا، اس نے اپنے اعمال کو برباد کیا ہے۔

جیسے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ))

''جس نے کوئی ایسا کام کیا جس پر ہمارا حکم نہیں، تو وہ عمل مردود ہے۔''

صحيح مسلم: 1718

......موجودہ حالات پر منطبق امام ابن حزم رحمہ اللہ کا زریں قول:

ہمارے معاشرے میں افراط وتفریط ہے، خواہ مذہبی طبقہ ہو یا سیاسی، ہر کوئی شدت پسندی یا مصلحت کیشی کا شکار نظر آتا ہے، پھر نوجوان نسل کی اس ماحول میں تربیت جلتی پر تیل کا کام کرنا ہے، ہر معاشرے کے سدھرنے کے امکانات کم سے کم آنے لگتے ہیں، لیکن اہل علم وحلم اور عدل وانصاف کرنے والوں کو اسی ماحول اپنا کام بھی کرنا ہے۔ اس حوالے سے آیئے ہم اپنا جائزہ لیں اور اصلاح کریں:

امام ابن حزم رحمہ اللہ (متوفی 456ھ) فرماتے ہیں:

انسان اور (دیگر جانداروں) گدھوں، کتوں اور حشرات الارض کے درمیان حد فاصل اس کی گفتگو اور انداز کلام ہے۔ اس مناسبت سے لوگ تین طرح کے ہیں:

1......''بعض لوگ اس بات کی پروا نہیں کرتے کہ وہ کیا بول رہے ہیں، جو بھی ان کی زبان پر آ جائے اِسے اگلتے ہی چلے جاتے ہیں، حق کی تائید اور باطل کی تردید ان کا مقصود ومطمح نظر نہیں ہوتا، لوگوں میں غالب اکثریت اسی طرح کے افراد پر مشتمل ہے۔

2......بعض لوگ حقیقت حال (حقائق) جانے بغیر حق و باطل کی تائید وتردید میں بولتے ہی چلے جاتے ہیں۔ وہ اپنے موقف پر بضد رہتے ہیں، اس طرح کے لوگ بھی بکثرت موجود ہیں، لیکن یہ پہلے کی نسبت کم ہیں۔

3......ایسے لوگ جو موقع ومناسبت کے لحاظ سے برمحل گفتگو کرتے ہیں اور یہی لوگ نایاب ہیں۔''

الأخلاق والسير فى مداواة النفوس لابن حزم، ص: 99

خطبہ رائٹر
حافظ تنویر الاسلام
03424449009

خطبہ حاصل کرنے کے لیے (واٹس ایپ)
03034125519
03014843312

تاثرات اور مشورہ کے لیے
حافظ شفیق الرحمٰن زاھد (مدیر)
03015989211